امانتؔ لکھنوی

(1858—1815)

سید آغا حسن نام، امانت تخلص تھا۔ وہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور وہیں رہ کر تعلیم حاصل کی۔ ان کے بزرگ، ایران سے ہندوستان آئے تھے۔ ان کے جد اعلیٰ سیّد علی رضوی، مشہد مقدس میں حضرت امام رضا کے روضے کے نگراں تھے۔ ایک مرض کے نتیجے میں امانت لکھنوی کی زبان بند ہوگئی۔ انھوں نے زیارت کی غرض سے عراق کا سفر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دن امام حسنؑ کے روضے پر دعا مانگ رہے تھے کہ ان کی زبان، جو تقریباً دس برس سے بند تھی، خود بہ خود کھُل گئی، مگر لکنت باقی رہی۔

امانت لکھنوی نے پندرہ برس کی عمر سے شعر گوئی کا آغاز کیا۔ ابتدا میں چند نوحے اور سلام کہے پھر غزل گوئی کی جانب متوجہ ہوئے۔ عراق کے سفر سے واپس آنے کے بعد مرثیہ گوئی کی طرف مائل ہوگئے۔ امانت کے بیٹے لطافتؔ نے ان کا کلام یکجا کر کے 'خزائن الفصاحت' کے تاریخی نام سے شائع کیا۔

امانت لکھنوی نے استسقا کے مرض میں مبتلا ہو کر چوالیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔ آغا باقر کے امام باڑے کے قریب مسافر خانے میں دفن کیے گئے۔

اندرسبھا

فنِ موسیقی کی سرپرستی ہندوستان کے راجاؤں اور بادشاہوں کا معمول تھا۔ اودھ کے نوابوں نے بھی اس روایت کو قائم رکھا۔ اودھ کے آخری تاجدار واجد علی شاہ اپنے زمانے میں رقص و موسیقی کے سب سے بڑے سرپرست تھے۔ ان کے دور میں ڈراما لکھنے اور اسے شاہی محفلوں میں دکھانے کا رواج بہت مقبول ہوا۔ انھیں محفلوں سے متاثر ہو کر سیّد آغا حسن امانت لکھنوی نے 'اندرسبھا' کے نام سے ایک منظوم ڈراما لکھا۔

امانت کی 'اندرسبھا' پہلا عوامی ڈراما ہے جسے غیر معمولی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ جہاں کہیں اسٹیج کیا جاتا تھا، تماشائی، دور دور سے بڑی تعداد میں اسے دیکھنے پہنچتے تھے۔ بہت سی پیشہ ور ناٹک منڈلیاں قائم ہو گئی تھیں جو دیہاتوں، قصبوں اور شہروں میں اجرت پر اندرسبھا کا کھیل دکھاتی تھیں۔

اندرسبھا کا کھیل بعض جزئیات میں قدیم ہندوستانی ناٹک سے، بعض میں قدیم یونانی ڈرامے سے اور بعض میں انگلستان کے عہدِ الزبتھ کے ڈرامے سے مشابہ ہے۔ قدیم ہندوستانی ڈرامے میں اسٹیج پر صرف پچھلا پردہ پڑا رہتا تھا۔ اندرسبھا میں بھی مقام کا تصوّر پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ کسی کردار کا اپنا پارٹ ادا کر کے تماشائیوں سے ذرا الگ ہٹ جانا اور دوسرے کردار کا سامنے آ کر اپنا کام کرنا سین بدل جانے کے برابر تھا۔ جب اس طرح خیالی طور پر سین بدل جاتا تھا تو وہی جگہ جو ابھی کچھ تھی اب کچھ اور بن جاتی تھی۔ مثلاً وہی جگہ جو ابھی اندر کی سبھا تھی اب سبز پری کا باغ بن گئی۔

اس منظوم ڈرامے میں کل آٹھ کردار ہیں۔ یوں تو ہر کردار دلچسپ ہے لیکن راجہ اندر

اورسبز پری کے کرداروں کومرکزی حیثیت حاصل ہے۔یہی وہ کردار ہیں جن کے سبب ڈرامے میں تشویش،حرکت،کشمکش اور دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

[تلخیص مقدمہ: سید مسعود حسن رضوی ادیبؔ]

امانت کی اندرسبھا اردو میں آپیرا (Opera) کا اولین نمونہ ہے۔اسے ہم منظوم ڈراما بھی کہہ سکتے ہیں جسے رقص وموسیقی کی مدد سے اسٹیج پر پیش کیا جاتا ہے۔اردو میں اسٹیج ڈرامے کی روایت کے باقاعدہ آغاز سے پہلے اندرسبھا کی مقبولیت نے ایک پس منظر تیار کر دیا تھا۔ اندرسبھا کی روایت سے بعد کے ڈراما نگاروں نے بھی فائدہ اٹھایا۔اردو میں آپیرا کی روایت بتدریج ترقی کرتی رہی، نئے پرانے بہت سے شاعروں نے آپیرا یا غنایئے لکھے جن میں تمثیلوں اور تاریخی واقعات پر مبنی کھیل بھی اسٹیج کیے جاتے رہے ہیں۔

آمد راجا اندر کی بیچ سبھا کے

سبھا میں دوستو اندر کی آمد آمد ہے ‌‌ پری جمالوں کے افسر کی آمد آمد ہے
خوشی ہے چہچہے لازم ہیں صورتِ بلبل ‌‌ اب اس چمن میں گلِ تر کی آمد آمد ہے
فروغِ حسن سے آنکھوں کو اب کرو روشن ‌‌ زمیں پہ مہرِ منور کی آمد آمد ہے
زمیں پہ آئیں گی راجہ کے ساتھ اب پریاں ‌‌ ستاروں کی، مہ انور کی آمد آمد ہے
غضب کا گانا ہے اور ناچ ہے قیامت کا ‌‌ بہار فتنۂ محشر کی آمد آمد ہے
بیان راجہ کی آمد کا کیا کروں استادؔ ‌‌ جگر کی جان کی دلبر کی آمد آمد ہے

چوبولا* اپنے حسبِ حال زبانی

راجہ ہوں میں قوم کا اور اندر میرا نام ‌‌ بن پریوں کی دید کے نہیں مجھے آرام
سنو رے میرے دیو رے دل کو نہیں قرار ‌‌ جلدی میرے واسطے سبھا کرو تیار

آمد پکھراج پری کی بیچ سبھا کے

محفلِ راجہ میں پکھراج پری آتی ہے ‌‌ سارے معشوقوں کی سرتاج پری آتی ہے
اس کا سایہ نہ کبھی خواب میں دیکھا ہوگا ‌‌ آدمی زادوں میں وہ آج پری آتی ہے

شعر خوانی اپنے حسبِ حال زبانی پکھراج پری کی

گاتی ہوں میں اور ناچ سدا کام ہے میرا ‌‌ آفاق میں پکھراج پری نام ہے میرا
استاد کو دیتی ہوں دعائیں دل و جاں سے ‌‌ یہ کام جہاں میں سحر و شام ہے میرا

---

*چوبولا: چار مصرعوں کا گیت

غزل بسنت کی زبانی پکھراج پری کی فصل بہار میں

ہیں جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی
کیا فصل بہاری نے شگوفے ہیں کھلائے معشوق ہیں پھرتے سرِ بازار بسنتی
گیندا ہے کھِلا باغ میں میدان میں سرسوں صحرا وہ بسنتی ہے یہ گلزار بسنتی

درخواست نیلم پری کی زبانی راجا اندر کی

خوب رجھایا ناچ کے گاکے پاس مرے اب بیٹھ تو آکے
خوش ہوئی تجھ سے ساری محفل اب ہے نیلم پری کی باری

لاؤ نیلم پری کو

شعرخوانی حسبِ حال اپنے زبانی نیلم پری کی

حوروں کے ہوش اڑتے ہیں اڑنے کی شان پر نیلم پری ہے نام مرا آسمان پر
اللہ کے کرم سے زمانے میں ہے عروج جُھکتا ہے سر فلک کا مرے آستان پر

چھند زبانی نیلم پری کی بیچ سبھا کے

میں چیری سرکار کی اور تم راجوں کے راج گانا مجھ معشوق کا سنو غور سے آج
سنو غور سے آج مرا راجا جی گانا ناچ کی چھل بل دیکھ کر دیکھو بتلانا

چھند زبانی نیلم پری کی بیچ سبھا کے

آئی ہوں میں دور سے چیزیں کرکے یاد مجرا میرا دیکھ کر کرو مرا دل شاد
کرو مرا دل شاد کہ میں جی کھول کے گاؤں گاکے ناچ کے آج ہنر اپنا دکھلاؤں

فقرے لال پری کی درخواست میں زبانی راجا اندر کی

دکھا چکی تو کرتب سارے　　پہلو میں اب بیٹھ ہمارے
کیا سبھا میں تونے نام　　اب ہے لال پری کا کام

لاؤ لال پری کو

آمد لال پری کی بیچ سبھا کے

سبھا میں لال پری کی سواری آتی ہے　　جمانے رنگ اب اندر کی پیاری آتی ہے
شفق میں آئے گا جھُرمٹ نظر ستاروں کا　　پہن کے سرخ وہ پوشاک پیاری آتی ہے

شعر خوانی زبانی لال پری کی بیچ سبھا کے

انساں کا کام حُسن پہ میرے تمام ہے　　جوڑا ہے سُرخ، لال پری میرا نام ہے
یاقوت زرخرید ہے سرکار کا مری　　نوکر عقیق لعلِ بدخشاں غلام ہے

چھند زبانی لال پری کی بیچ سبھا کے

بیٹھی تھی میں قاف جو جوڑا پہنے لال　　یہاں بلا کر آپ نے بڑھوایا اقبال
بڑھا دیا اقبال کہ یاں مجھ کو بلوایا　　سماں سبھا کا آج بہت دن بعد دکھایا

غزل ساون زبانی لال پری کی ساون کی فصل میں

دل کو مرغوب ہے جو ٹھنڈی ہوا ساون کی　　مانگتی ہوں میں سدا حق سے دعا ساون کی
یاد آتا ہے وہ سبزہ وہ گھٹا ساون کی　　شکل دکھلائے کہیں جلد خدا ساون کی

آمد سبز پری کی بیچ سبھا کے

آتی نئے انداز سے اب سبز پری ہے — لب سرخ ہیں پر سبز ہیں پوشاک ہری ہے
فیروزہ اسے دیکھ کے کھا جاتا ہے ہیرا — چہرے میں زمرّد سے سوا جلوہ گری ہے
جن اُس سے خجالت کے سبب اُڑ نہیں سکتے — پریوں کو سدا شرم سے بے بال و پری ہے
زیور کی ہے کیا شان چھریرے سے بدن پر — اک شاخ ہے نازک کہ شگوفوں سے بھری ہے

چوبولا زبانی سبز پری کی

راجا جی تو سوگئے دیا نہ کچھ انعام — جاتی ہوں میں باغ میں یہاں مرا کیا کام
سن رے کالے دیو رے تو مری ایک بات — آتی تھی راجا کے گھر میں جو آج کی رات
شہزادہ اک بام پر سوتا تھا نادان — جوبن اس کے دیکھ کر نکلی میری جان
دل میرا لگتا نہیں محفل کے درمیان — قالب میرا ہے یہاں وہاں ہے میری جان
اس کو گر تو لا اُٹھا جلدی جا کر یار — لونڈی میں ہوجاؤں گی تری بے تکرار

جواب کالے دیو کا طرف سبز پری کے

گھر میں راجا کے ہے تو پریوں کی سردار — تجھ سے کرسکتا نہیں ہرگز میں انکار
تیری خاطر ہے مجھے سب سے یہاں سوا — پتا بتا معشوق کا لاؤں ابھی اٹھا

جاگنا شہزادہ کا نیند سے اور کہنا گھبرا کر

کوٹھا میرا کیا ہوا چھوٹا کدھر مکاں — سویا تھا میں کس جگہ آیا ہائے کہاں
نہ وہ میرے لوگ ہیں نہ وہ میری جا — خواب یہ میں ہوں دیکھتا جاگ رہا ہوں یا

کہنا سبز پری کا شہزادے کا ہاتھ تھام کے

دیکھو تم میری طرف گھر کا مت لو نام　　لونڈی مجھ کو جان کر کرو یہاں آرام
جو ہونا تھا سو ہوا جانے دو بس خیر　　چلو پھرو کھاؤ پیو کرو باغ کی سیر
بتلاؤ اب حسب نسب اور تم اپنا نام　　رہتے ہو کس کام میں ہوگا کہاں قیام

جواب شہزادہ گلفام کا

محلوں میں رہتا ہوں میں عیش ہے میرا کام　　شہزادہ ہوں ہند کا نام مرا گلفام

چغلی کھانا لال دیو کا راجا اندر سے مثنوی میں

مہاراج کو حق رکھے شاد کام　　نئی عرض ہے آج کرتا غلام
میں کھاتا تھا اس دم چمن کی ہوا　　حقیقت وہ دیکھی کہ ہوش اڑ گیا
شجر ہے پرانا جو شمشاد کا　　گزر واں ہے اک آدمی زاد کا
نہیں کرتی اصلا مری عقل کام　　وہ انسان ہے یا کہ ماہِ تمام
اُسے کون لایا یہاں اپنے ساتھ　　اسی فکر میں کب سے مَلتا ہوں ہاتھ

پوچھنا راجا اندر کا لال دیو سے غضب ناک ہوکر

ارے دیو تو ہے یہ کیا بک رہا　　مرے باغ میں کام انساں کا کیا
ہوا کس طرح یاں بشر کا گذر　　پرندوں کے دہشت سے جلتے ہیں پر
قدم رکھ سکے جن کی کیا جان ہے　　فرشتوں کی یاں عقل حیران ہے
کسی دیو سے آشنائی نہ ہو　　پری کوئی ساتھ اپنے لائی نہ ہو
اسے کھینچ لا پاس میرے شتاب　　کہ غصّے سے ہے حال میرا خراب

لانا لال دیو کا گلفام کو کھینچ کر روبرو راجا اندر کے اور عرض کرنا

حضوری میں حاضر ہے یہ شعلہ خو مہاراج صاحب نگہ روبرو
بجا آپ کا حکم لایا غلام چمن میں پہنچ کر کیا اپنا کام

پوچھنا راجا اندر کا گلفام سے سبب داخل ہونے کا پرستان میں

ارے کون ہے تو ترا کیا ہے نام سبھا تونے کی میری برہم تمام
تجھے لایا یاں کون اے بدصفات بیاں مجھ سے کر جلد یہ واردات

عرض کرنا گلفام کا راجا اندر سے عالمِ ہراس میں ہاتھ جوڑ کر

کہوں کیا فلک کا ستایا ہوں میں یہاں کھیل کر جی پہ آیا ہوں میں

کہنا راجا اندر کا لال دیو سے واسطے قید گلفام کے اور نکلوانا سبز پری کو اکھاڑے سے پر نوچ کر

ارے دیو کر قصد بیداد کا پکڑ ہاتھ اس آدمی زاد کا
کنواں وہ جو ہے قاف میں پُرخطر ابھی اس میں جاکر اسے قید کر
پری سبز جو ہے یہ آگے کھڑی خطا کی ہے اس بیسوا نے بڑی
سو تو نوچ کر اس کے پر اور بال اکھاڑے سے میرے ابھی دے نکال
اڑاتی پھرے خاک یہ کو بہ کو نہ آئے ہمارے کبھی رو برو

آنا سبز پری کا جوگن بن کے پرستان میں

جوگن آتی ہے پری بن کے پرستان کے بیچ　　سمرنیں ہاتھوں میں مُندرے ہیں پڑے کان کے بیچ
سر پہ انڈوا ہے رکھے منھ پہ رمائے ہے بھبھوت　　سیلیاں ڈالے ہے گردن میں گریبان کے بیچ

حاضر کرنا کالے دیو کا جوگن کو سبھا میں اور عرض کرنا راجا اندر سے

مہاراج کیجے ادھر اب نگاہ　　یہ جوگن ہے حاضر بحالِ تباہ
ملا کس خرابی سے اس کا نشاں　　ہوا میں پرستاں میں ہر سو رواں

دیکھنا راجا اندر کا طرف جوگن کے اور دریافت کرنا حال جوگ کا

اری جوگن اے درد کی مبتلا　　فقیروں کا کیوں بھیس تونے کیا
فدا کس پہ ہے کس پہ شیدا ہے تو　　کوئی آدمی ہے پری یا ہے تو

جواب جوگن کا دردآمیز طرف راجا اندر کے اور عرض حال کرنا

مہاراج پوچھو نہ جوگن کا حال　　فقیروں کا دل درد سے ہے نڈھال
مرا مجھ سے معشوق ہے چھٹ گیا　　مرا راج اس دیس میں لٹ گیا

ٹھمری گانا جوگن کا سامنے راجا اندر کے بیچ دُھن بھیرویں کے

کہاں گیو گُیّاں شہزادہ جانی پیارا　　دل تڑپے رے ہمارا
کہاں گیو
وا کا پتا کہوں لاگت ناہیں　　ڈھونڈھ پھری بن سارا
کہاں گیو

گلوری دینا راجا اندر کا جوگن کو محظوظ ہو کر اور جواب دینا جوگن کا نثر میں

پان لے کے کیا کروں، کسی سبزہ رنگ کا دھیان ہے۔ ہڈیاں چونا ہیں، بدن دھان پان ہے۔ عشق لہو پی پی کے رنگ لیا ہے۔ فراق نے قتل کا بیڑا اٹھایا ہے۔ گلوری لیے مجھے کیا تکتا ہے۔ فقیروں کا منھ کون کیل سکتا ہے۔

ہار دینا راجا اندر کا جوگن کو پھر جواب دینا جوگن کا اور ہار نہ لینا

ہار زنہار نہ لوں گی، دل کو خار ہے　　　اپنا گل عذار گلے کا ہار ہو تو بہار ہے

پھر غزل گانا جوگن کا بیچ دُھن بھیرویں کے

دل کو چین اک دم تہِ چرخِ کہن ملتا نہیں　　　وہ مرا گلفام وہ گل پیرہن ملتا نہیں
کس طرح صرصر مرے گل کو اڑا کر لے گئی　　　گلشنِ عالم میں وہ رشکِ چمن ملتا نہیں

رومال دینا راجا اندر کا جوگن کو خوش ہو کر پھر جواب دینا جوگن کا ذو معنی میں

رومال انھیں دیجے جو تنگ دست ہیں۔ فقیر اپنی کملی میں مست ہیں۔ عشق کی گرمی نے مارا ہے۔ پشمینے سے کنارا ہے۔ راجا کے دور میں پلّے سے آئی ہوں۔ جو مانگوں سو پاؤں۔

اقرار کرنا راجا اندر کا جوگن سے

مانگ کیا مانگتی ہے

غزل گانا جوگن کا طلبِ گلفام میں

ہوتا ہے کوئی آن میں اب کام ہمارا　　　انعام میں دیجے ہمیں گلفام ہمارا
اب چاہ سے یوسف کو نکلواؤ ہمارے　　　گھُٹتا ہے اندھیرے میں دل آرام ہمارا

پہچاننا راجا اندر کا سبز پری کو اور طلب کرنا لال دیو کو واسطے خلاصی گلفام کے

اے لال دیو اس طرف جلد آ　　بڑا مجھ کو جوگن نے دھوکا دیا
بناوٹ کی تھی ساری جادوگری　　نہیں آدمی سبز ہے یہ پری

ملنا گلفام کا سبز پری کو اور گفت وشنید حال ایام فراق کی آپس میں سوال

سبز پری کا

قہر تھا ہجر قیامت تھی جدائی تیری　　میرے خالق نے مجھے شکل دکھائی تیری

جواب شہزادے کا

خاک ہے منھ پہ ملی بال ہیں سر کے بکھرے　　ہائے اس عشق نے کیا شکل بنائی تیری

جواب سبز پری کا

مجھ پہ ہونا تھا جو کچھ ہوگیا اس کا نہیں غم　　ہوگئی قیدِ مصیبت سے رہائی تیری

جواب شہزادے کا

تو مرے آگے نکالی تھی گئی نوچ کے پر　　راجا تک پھر ہوئی کس طرح رسائی تیری

جواب سبز پری کا

بن کے جوگن ہوئی اندر کی سبھا میں داخل　　پھر یہاں چاہ مجھے کھینچ کے لائی تیری

جواب شہزادے کا

کہہ کے راجا سے مجھے کس نے تجھے دلوایا دشمنِ جاں تھی میری جان جدائی تیری

جواب سبز پری کا

ہے تمنّا یہ مرے دل میں کہ اب حشر تلک فضل استاد سے دیکھوں نہ جدائی تیری

مبارک باد گانا سبز پری کا گلفام سے ہم بغل ہو کر ساتھ سب پریوں کے

شادیِ جلوۂ گلفام مبارک ہووے عیش و عشرت کا سر انجام مبارک ہووے
بعد مدّت کے حسینوں کا نصیبا جاگا فرشِ رحمت پہ اب آرام مبارک ہووے
سرو قمری کو سزاوار ہو بلبل کو گل ہم کو یہ سروِ گل اندام مبارک ہووے
تخت پر ہم کو مبارک ہو جہاں میں پھرنا غیر کو گردشِ ایّام مبارک ہووے
ہو چکے عشق میں بدنام بڑی مدّت تک اب زمانے میں ہمیں نام مبارک ہووے
جعل سازوں کے نہ پھندے میں پھنسے طائرِ دل گیسوؤں کا ہمیں اب دام مبارک ہووے
حوریں جنت کو مبارک ہوں فلک کو تارے باغ کو گل ہمیں گلفام مبارک ہووے
چھینے شہزادے کو اب راجا نہ ہم سے استادؔ یہ امانتؔ سحر و شام مبارک ہووے

(امانت لکھنوی)

سوالات

1. اندرسبھا میں ڈراموں سے مماثلت کے کیا پہلو نکلتے ہیں؟
2. آپیرا(Opera) کی تعریف کیا ہے اور اردو کا پہلا منظوم ڈراما کون سا ہے؟
3. راجہ کی محفل میں پکھراج پری کی آمد کا حال اپنے الفاظ میں لکھیے۔
4. اندرسبھا میں سبز پری کی آمد کا نقشہ کس طرح کھینچا گیا ہے؟
5. شہزادہ گلفام کو کیا سزا دی گئی اور کیوں؟